★ از افادات حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم مردانیؒ
صدر مدرس دارالعلوم حقانیہ

★ ضبط :- مولانا قاضی فضل اللہ جان فاضل حقانیہ

امام بخاریؒ اور قیاس

درس بخاری شریف کے دوران ایک حدیث کے ضمن میں استاذنا المحترم مولانا عبدالحلیم صاحب مرحوم قدس سرہٗ نے امام بخاری اور قیاس کے موضوع پر جامع انداز میں روشنی ڈالی جو افادۂ عام کے لئے پیش خدمت ہے۔ فضل اللہ جان حقانی

باب ما یذکر من ذم الرای وتکلف القیاس قال اللہ تعالیٰ ولا تقف مالیس لک بہ علم الخ

بظاہر امام بخاری قیاس کی مذمت کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے۔ اور باب مندرجہ بالا سے اس مذمت پر استدلال بھی فرمایا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ مطلق قیاس کی مذمت نہیں کر رہے۔ کیونکہ امام کے جامع کے اکثر تراجم قیاس ہی ہیں۔ بلکہ وہ رائے مجرد اور قیاس فاسد کی مذمت کر رہے ہیں۔ یعنی وہ قیاس جس میں شرائط قیاس موجود نہ ہوں۔ تو سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ قیاس کیا چیز ہے۔ علماء اصول فقہ فرماتے ہیں کہ قیاس شریعت کا اصل رابع ہے۔ اور وہ یہ کہ ایک منصوص حکم کا علت منصوصہ یا علت مستنبطہ کسی دوسری جگہ میں موجود ہو جائے۔ تو بوجہ اشتراک علت اصل یعنی منصوص کا حکم فرع یعنی غیر منصوص کو متعدی اور شامل ہو جائے۔ اور یوں غیر منصوص چیز کا حکم شرعی معلوم ہو جائے لیکن علت میں اشتراک ضروری ہے کیونکہ علت اگر مشترک نہ ہو بلکہ مجرد علت ہو تو پھر یہ قیاس نہیں بلکہ اس کو دلالۃ النص کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ ولا تقل لھما اف حرمت اُف کی علت ایذا ہے۔ جو سب وشتم اور ضرب میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ سو حرمت سب وشتم بطریقہ دلالۃ النص ثابت ہے۔

قیاس کے لئے شرائط: اول یہ کہ اصل کا حکم مخصوص نہ ہو۔ ورنہ پھر مختص بمورد ہو گا۔ اور غیر کو تعدیہ نہ ہو گا۔ جیسا کہ رسول اللہؐ نے حضرت خزیمہؓ کی منفرد شہادت کو دو شاہدین کے برابر ٹھہرایا۔ اور من شہد خزیمۃ ہو کافیہ فرمایا۔ اور یوں اس کا نام ذوالشہادتین پڑ گیا۔ پس یہاں حکم الاصل مخصوص ہے۔ کوئی دوسرا آدمی کتنا ہی سچا، صادق، متقی اور پرہیزگار کیوں نہ ہو اس کی شہادت دو آدمیوں کے برابر نہیں ہو سکتی۔ حتیٰ کہ اس مخصوص حکم کو اصل بنا کر اس پر اس کا قیاس کیا جا سکے۔

دوم یہ کہ حکم الاصل عقل معدول نہ ہو۔ جیسا کہ مقدرات شرعیہ جو عقل سے معلوم نہیں کئے جا سکتے۔ مثلاً تعداد رکعات نصاب زکوٰۃ وغیرہ۔

سوم یہ کہ قیاس سے حکم الاصل میں تغیر نہ ہونے پائے جیسا کہ کفارۃ الیمین میں کسوۃ کی تملیک لازم ہے اور اطعام کا حکم للاباحۃ ہے۔ سو اگر کوئی اسے بھی تملیک لازماً قرار دے تو اصل حکم تغیر آجائے گا۔

پھر بعض علماء نے مزید تحقیق کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ قیاس کے چند معانی ہیں۔

اول۔ تحقیق مناط۔ یہ کہ حکم اور علت دونوں منصوص ہوں۔ جیسا کہ سرقہ اور قطع ید ایک علت دوسرا حکم۔ اور دونوں منصوص وارد ہیں۔ سو جہاں بھی سرقہ ثابت ہو جاتے تو قطع ید لازم ہے۔ اور جہاں بھی تعریف سرقہ صادق نہ آئے۔ وہاں قطع ید نہیں۔ مثلاً غاصب اور نباش (کفن کش) کی مثال لیجئے۔ وہاں قطع ید کا حکم نہیں۔ کیونکہ تعریف سرقہ ان پر صادق نہیں آتی۔ کیونکہ علماء نے فرمایا ہے۔ کہ سرقہ ھو اخذ المال الغیر المحترم المحترز فی خفیۃ ہے جو غصب اور نبش میں نہیں۔

دوم۔ تنقیح مناط۔ وہ یہ کہ ایک حکم منصوص اوصاف متعددہ سے متصف ہو۔ اب مجتہد اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ ان جملہ اوصاف میں سے کون سا وصف اس قابل ہے کہ اسے علت گردانا جائے اور جہاں جہاں وہ موجود ہو وہاں پہ یہ حکم بھی ثابت ہو جاتے۔ یا یہ کہ حکم الاصل میں وصف ایک ہو لیکن مجتہد یہ تنقیح کرے کہ اس میں خصوص مؤثر ہے یا کہ عموم۔ جیسا کہ صوم رمضان کا کفارہ۔ جس میں منصوص علت جماع نہاراً ہے۔ اب کفارہ کے لئے یہ علت عام مؤثر ہے یا خاص۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس علت میں خصوص مؤثر ہے۔ سو کفارہ صرف زنا وغیرہ میں ثابت ہوگا۔ کھانے پینے میں نہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس علت میں عموم مؤثر ہے کیونکہ یہ علت مفطرات ثلثہ میں عام ہے۔ پس کھانے پینے میں بھی کفارہ لازم ہوگا۔

سوم۔ تخریج مناط۔ وہ یہ کہ علت منصوص نہ ہو بلکہ علت کا استخراج مجتہد ہی کرے اور پھر اس علت کو متعدی بنا کر غیر منصوص کا حکم معلوم کرے جیسا کہ حدیث ربوٰا "الحنطۃ بالحنطۃ" (الحدیث) میں یداً بید مثلاً بمثل والفضل ربوٰا آیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ حرمت ربوٰا کی علت یہاں قدر اور جنس ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک طعم اور ثمنیت ہے۔ اور امام مالکؒ کے ہاں ثمنیت اور ادّخار ہے۔

اب فقہا کے نزدیک جب قیاس کا ذکر ہو رہا ہو تو یہی قسم ثالث یعنی تخریج مناط مراد ہوگا۔ اور یہی امام بخاریؒ کے نزدیک مذموم ہے۔ اہل ظواہر تو کلی طور پہ قیاس کے منکر ہیں۔ اور یہ استدلال کرتے ہیں کہ "قرآن تبیاناً لکل شیءٍ" ہے۔ پس قیاس کی ضرورت ہی نہیں رہی لیکن جواباً عرض ہے کہ تبیان کا معنی یہ ہے کہ بیان کا محتاج ہے۔